لڑکی کے ولی نے بار بار رشتہ آنے پر انکار کر دیا تو کیا لڑکی خود ہی اپنا نکاح کر لے

تكرر رفض وليها للخطّاب فهل تزوج نفسها

[أردو - اردو - urdu]

شیخ محمد صالح المنجد

ترجمہ: اسلام سوال وجواب ویب سائٹ
تنسیق: اسلام ہا ؤس ویب سائٹ

ترجمة: موقع الإسلام سؤال وجواب
تنسيق: موقع islamhouse

2013 - 1434

IslamHouse.com

لڑکی کے ولی نے بار بار رشتہ آنے پر انکار کر دیا تو کیا لڑکی خود ہی اپنا نکاح کر لے

میں ٹیچر ہوں اور میری عمر اکتیس برس ہے، میں (١٩٩٦) سے لیکر (١٩٩٧) كے آخر تك محكمہ تربيت و تعليم ميں ملازم رہی ہوں، میرے لیے میرے سکول کے ایك ساتھی نے رشتہ طلب کیا تو میں نے اسے انتظار کرنے کا کہا کہ پہلے میری بڑی بہن کی شادی ہونے دو، چنانچہ (٢٠٠٠) میں بڑی بہن کی شادی کے بعد اس مدرس نے گھر آ کر میرا رشتہ طلب کیا لیکن میرے والد نے اس رشتہ سے انکار کر دیا حالانکہ والدہ راضی تھی.
والد صاحب نے انکار کرنے کی دلیل یہ دی کہ اس نے تو ابھی ایم اے اور پی ایچ ڈی کرنی ہے، اور احتمال ہے کہ یونیورسٹی میں اسے پڑھانا بھی پڑے، اسی طرح کئی ایك اور بھی رشتے آئے تو ان سے بھی انکار کر دیا، سبب یہ تھا کہ یونیورسٹی میں ملازمت کے بعد اس سے بھی بہتر رشتہ آئیگا (جن رشتوں کا انکار کیا گیا اس میں ایك انجینئر کا بھی رشتہ آیا تھا) اور (٢٠٠٢) میں مجھے یونیورسٹی میں بطور استاد متعین کر دیا گیا، اور بھی کئی ایك رشتے آئے، لیکن والد صاحب نے ان سے کئی اسباب کی بنا پر انکار کر دیا. جو رشتہ بھی آتا اسے یہ کہہ کر انکار کر دیا گیا کہ وہ تو پڑھائی میں مشغول ہے... جس میں ایك ڈاکٹر کا بھی رشتہ آیا تھا اس کا رشتہ اس لیے رد کیا گیا کہ وہ میری نوکری اور مرتبہ کا لالچی تھا، جس مدرس اور ٹیچر کا سب سے پہلے رشتہ آیا تھا اس نے دوبارہ رشتہ لینے کی کوشش کی اور میری مکمل اور واضح موافقت کے اعلان کے باوجود اس رشتہ سے انکار کر دیا گیا اور والد نے دلیل یہ دی کہ تمہارا پیشہ مختلف ہے (وہ مدرس ہے اور میں یونیورسٹی میں لیکچرار).
باوجود اس کے کہ وہ علمی طور پر میرا ہم پلہ ہے کیونکہ وہ یونیورسٹی کی تعلیم بھی اسی شعبہ میں مکمل کریگا، اور ثقافتی اور معاشرتی طور پر بھی وہ میرے مناسب ہے، اور اسی طرح مالی حالت بھی اچھی ہے، اور اخلاقی اور دینی اعتبار سے بھی بہتر ہے.
(٢٠٠٣) سے اب (٢٠٠٦) تك سوائے اس شخص کے میرے لیے کسی اور کا رشتہ نہیں آیا اور وہ اب تك مجھ سے شادی کرنے پر مصر ہے، اور میں بھی اس سے شادی کرنے کی رغبت رکھتی ہوں، میرے والد صاحب نے مجھے بتایا ہے کہ تمہارا مدرس سے شادی کرنے سے غیر شادی شدہ

رہنا ہی افضل ہے، اور دلیل یہ دی کہ میری ملازمت پکی ہے، اور پھر آمدنی بھی بہت زیادہ ہے میں شادی کی محتاج نہیں.
اور اس کے نزديك يہ چیز حقیقت پر مبنی ہے، اور یہ چیز میرے لیے نفسیاتی ضرر اور پریشانی کا باعث ہوگا، کیونکہ میرے رائے اور لالچ ملازمت میں نہیں بلکہ میں تو ايك خاندان اور گھر بنانا چاہتی ہوں.
میرا سوال یہ ہے کہ: کیا مجھے حق حاصل ہے کہ میں ولی کے علم کے بغیر ہی شادی کر لوں ؟ اور کیا یہ رشتہ میرے لیے کفؤ شمار نہیں ہوتا، برائے مہربانی اس سلسلہ میں مجھے تفصیل سے معلومات عنائت کریں، اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے.

الحمد للہ:

اول:
ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا "

سنن ابو داود حدیث نمبر (٢٠٨٥) سنن ترمذی حدیث نمبر (١١٠١) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (١٨٨١) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ترمذی میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور ايك حدیث میں اس طرح وارد ہے:
عمران اور عائشہ رضی اللہ تعالی عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
" ولی اور دو عادل گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہوتا "

اسے امام بیہقی نے روایت کیا ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع حدیث نمبر (٧٥٥٧) میں صحیح قرار دیا ہے.

اور ایك حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس عورت نے بھی ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح خود کیا تو اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اس کا نکاح باطل ہے، اگر اس سے دخول کر لیا تو اس کی شرمگاہ حلال کرنے کی بنا پر اسے مہر دینا ہوگا، اور اگر اختلاف کریں تو جس کا ولی نہ ہو اس کا حاکم ولی ہے "

مسند احمد حدیث نمبر (٢٤٤١٧) سنن ابو داود حدیث نمبر (٢٠٨٣) سنن ترمذی حدیث نمبر (١١٠٢) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الجامع حدیث نمبر (٢٧٠٩) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

عورت کا ولی اس کا باپ ہے پھر دادا اوپر تك، پھر عورت کا بیٹا اور پوتا نیچے تك (اس صورت میں جب ا سکا بیٹا ہو) پھر اس کا سگا بھائی، پھر اس کا باپ کی جانب سے بھائی، پھر ان کی اولاد چاہے نیچے تك، پھر چچا، پھر ان کی اولاد چاہے نیچے تك، پھر باپ کی جانب سے چچا اور پھر حکمران "

دیکھیں: المغنی (٩ / ٣٥٥).

لیکن اگر ولی نے کفؤ اور مناسب رشتہ کو بار بار ٹھکرا دیا اور انکار کر دیا تو وہ اپنی ولایت میں موجود عورت کو شادی سے روکنے والا اور عاضل کہلائیگا، اور اس طرح اس کی ولایت ساقط ہو جائیگی اور منتقل ہو کر اس کے بعد والے عصبہ مرد ولی کو حاصل ہو جائیگی.

دوم:
معتبر کفؤ دینی کفؤ ہے اس میں عربی اور عجمی کا فرق نہیں، اور نہ ہی سرخ اور سفید میں صرف فرق ہے تو تقوی کے ساتھ، اور بعض فقہاء نے کفؤ میں اور بھی شروط لگائی ہیں مثلا نسب وغیرہ، اور آپ کے لیے آنے والے رشتہ کا مدرس ہونا اور آپ کا یونیورسٹی میں لیکچرار ہونے کا معنی نہیں کہ وہ آپ کے لیے کفؤ نہیں ہے، جب وہ دین اور اخلاق والا اور مالی طور پر بھی مستحکم ہے جیسا کہ آپ نے بیان کیا ہے، تو وہ آپ کا کفؤ ہے.

سوم:

ہماری رائے تو یہی ہے کہ آپ اپنی والد کو دوبارہ نصیحت کریں، اور اس سلسلہ میں آپ اس شخص کو بطور واسطہ لائیں جس کی بات وہ سنتا اور مانتا ہو، یا اس کا کوئی دوست، اگر تو وہ اس شخص کے ساتھ آپ کی شادی کر دے تو یہی چاہیے وگرنہ آپ اپنے معاملہ کو اس کے بعد والے ولی کے سامنے پیش کریں اور اس میں ترتیب کا خیال کریں، اگر وہ بھی آپ کی شادی سے انکار کر دے، یا پھر آپ کے ولیوں کے مابین جھگڑا ہو جائے تو آپ اپنا معاملہ قاضی کے پاس لے جائیں، اور وہ آپ کی شادی کا معاملہ طے کریگا.

چہارم:

جو کچھ یہ ولی اور اس طرح کر رہا ہے وہ تو عجب العجاب میں سے ہے وہ اپنی بیٹیوں کو ایك تجارتی سامان میں تبدیل کر کے اسے پیش کرتے ہیں جو زیادہ مال دے، یا پھر اس سے شادی کرتے ہیں جو زیادہ مالدار ہو، پھر اس سے بھی زیادہ تعجب تو اس پر ہے کہ لڑکی کو شادی کی ضرورت نہیں!!

یہ مسکین اس ضرورت کو کیا سمجھتا ہے، کیا اسے علم نہیں کہ نفس کو سکون کی ضرورت ہوتی ہے، اور وہ محبت و مودت چاہتا ہے، اور یہ چیز ان طبعی ضروریات میں شامل ہوتی ہے جو اللہ عزوجل نے نفوس میں طبعی طور پر بالغ حکمت کی بنا پر پیدا کر رکھی ہے.

اس لیے عورت کے ولی کو اللہ کا تقوی اور ڈر اختیار کرنا چاہیے، اور اسے علم ہونا چاہیے کہ اس کا اپنی بیٹی یا بہن کو کفؤ رشتہ جس پر وہ راضی ہے شادی کرنے سے روکنا اور منع کرنا ظلم و زیادتی شمار ہوتا ہے، جس سے اس کا فاسق ہونا واجب ہو کر اس کی عدالت کو ساقط کر دیتا ہے اور اس کی گواہی قبول نہیں ہو گی.

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جب ولی عورت کو کسی ایسے شخص سے شادی کرنے سے منع کر دے جو دین اور اخلاق میں اس کا کفؤ ہو تو ولایت اس کے بعد والے عصبہ مرد ولی میں منتقل ہو جائیگی، اور اگر وہ سب اس کی شادی کرنے سے انکار کریں جیسا کہ غالب میں ہے تو یہ ولایت شرعی حاکم میں منتقل ہو جائیگی، اور شرعی حاکم اس عورت کی شادی کریگا.

اور اگر اس تك معاملہ اور مقدمہ پہنچتا ہے اور اسے علم ہو جائے کہ اس کے اولیاء نے شادی کرنے سے منع کر دیا ہے تو اس پر اس کی شادی کرنا واجب ہے، کیونکہ جب خاص ولایت حاصل نہ ہو تو حاکم کو عام ولایت حاصل ہے.

فقھاء رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ جب ولی آنے والے رشتہ کو بار بار رد کر دے اور وہ رشتہ کفؤ بھی ہو تو اس طرح وہ فاسق بن جائیگا، اور اس کی عدالت اور ولایت ساقط ہو جائیگی، بلکہ امام احمد کے مسلك میں مشہور یہ ہے کہ اس کی امامت بھی ساقط ہو جائیگی، اس لیے وہ مسلمانوں کو نماز بھی نہیں پڑھا سکتا، اور یہ معاملہ بہت خطرناك ہے.

جیسا کہ ہم اوپر اشارہ کر چکے ہیں کہ بعض لوگ اپنی ولایت میں موجود عورت کا مناسب اور کفؤ رشتہ آنے پر رد کر دیتے ہیں، لیکن لڑکی قاضی کے پاس آ کر شادی کا مطالبہ کرنے سے شرماتی رہتی ہے، یہ فی الواقع اور حقیقت ہے، لیکن اس لڑکی کو مصلحت اور خرابی میں موازنہ کرنا چاہیے کہ کس چیز میں زیادہ خرابی پائی جاتی ہے:

کہ وہ عورت شادی کے بغیر رہے اور اس کا ولی اس پر کنٹرول کرے اور اپنی مرضی اور خواہش و مزاج کے مطابق حکم چلائے اگر وہ بڑی ہو جائے اور نکاح کرنا چاہے تو اس کی شادی کر دے یا پھر وہ قاضی کے پاس جا کر شادی کا مطالبہ کرے حالانکہ یہ اس کا شرعی حق بھی ہے ؟

بلاشك دوسرا بدل پہلے سے بہتر ہے، وہ یہ کہ لڑکی قاضی کے پاس جا کر شادی کا مطالبہ کرے کیونکہ یہ اس کا حق ہے؛ اور اس لیے بھی کہ ا سکا قاضی کے پاس جانا اور قاضی کا اس کی شادی کر دینے میں دوسرے کی بھی خیر اور بھلائی اور مصلحت پائی جاتی ہے.

کیونکہ اس کے علاوہ ہو سکتا ہے دوسری عورت بھی اسی طرح قاضی کے پاس آ جائے جیسے وہ آئی ہے، اور اس لیے بھی اس کا قاضی کے پاس آنے میں اس طرح کے لوگوں کے لیے ڈر اور روکنے کا بھی باعث ہے جو اپنی ولایت میں موجود عورتوں پر ظلم کرتے ہوئے ان کی مناسب رشتہ آنے پر شادی نہیں کرتے یعنی اس میں تین مصلحتیں پائی جاتی ہے:

پہلی مصلحت:
اس عورت کے لیے ہے جو یہ مقدمہ قاضی کے پاس لے جائے تا کہ وہ شادی کے بغیر نہ رہے.

اور دوسری مصلحت:اس کے علاوہ دوسری عورت کے لیے دروازہ کھلے گا جو اسی انتظار میں ہے کہ کوئی مقدمہ پیش کرے اور ہم بھی جائیں.

اور تیسری مصلحت: ان اولیاء کو روکا جاسکےگا جو اپنی بیٹیوں یا اپنی ولایت میں موجود عورتوں پر اپنی مرضی ٹھونستے ہیں اور جو چاہتے ہیں کرتے ہیں.

اور اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کی بھی مصلحت پائی جاتی ہے کہ آپ نے فرمایا:

" جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص آئے جس کا دین اور اخلاق تمہیں پسند ہو تو اس کا نکاح کر دو، اگر ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں بہت زیادہ فتنہ و فساد ہو گا "

اور اسی طرح اس میں خاص مصلحت پائی جاتی ہے وہ یہ کہ اس طرح ان لوگوں کی ضرورت پوری ہوگی جو دین اور اخلاق میں کفؤ عورتوں سے رشتہ کرنا چاہتے ہیں " انتہی

ماخوذ از: فتاوی اسلامیۃ (۳ / ۱٤۸).

اللہ تعالی سے ہماری دعا ہے کہ وہ آپ کو ہر قسم کی خیر و بھلائی اور صلاح و کامیابی سے نوازے.

واللہ اعلم .